مولانا نورالحسن کاندھلوی (کاندھلہ، انڈیا)　　　　قسط:۱

صحابۂ کرام، خصوصاً سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی اور خانوادہ حسنین رضی اللہ عنہم کی متواتر رشتہ داریاں

حضرت حق جل مجدہٗ نے اس انسان کو اپنی تمام مخلوقات میں سب سے افضل قرار دے کر، اس کو اپنی خلافت و نمائندگی کا تاج اور اعزاز عطا فرمایا تھا، پھر ان انسانوں میں سے دو برگزیدہ ترین جماعتوں کو اپنے خاص الخاص فضل وکرم سے نواز کر، ایسا غیر معمولی مرتبہ بخشا جوان کے علاوہ اس پوری کائنات میں کسی اور کا مقدر اور نصیب نہیں ہوا، یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

مقام صحابہ:

حضرات صحابہ کی جلالت شان، عظمت واحترام، جامع کمالات انسانی اور پیکر انسانیت ہونے کے علاوہ، ان کے شرف وسعادت کے لیے یہی بہت ہے کہ ان کو اور ان کی مقدس جماعت کے ہر اک فرد کو اپنی حیات کا کچھ حصہ، کچھ دن، یا چند لمحات، فخر کائنات، سید موجودات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور زیارت وصحبت کے میسر آئے۔ اسی کمال اور اختصاص کی وجہ سے قرآن کریم میں بھی کئی موقعوں پر حضرات صحابہ کی بلند شان، عالی رتبہ، رحمت وکرم کی بارشوں، رضوان مغفرت کی بشارت کے علاوہ اور بھی مختلف پہلوؤں سے تذکرہ فرمایا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا [الفتح: 29]

محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (اللہ کے آگے اور) جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تا کہ کافروں کو جلائے، جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ ان سے اللہ نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا۔ (ت: مولانا فتح محمد صاحب جالندھریؒ)

حضرات صحابہ کے تذکرہ وتحسین پر مشتمل آیات کریمہ کو پڑھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے خاص رفقاء کرام، آپ کی بابرکت صحبتوں سے فیضیاب ومفتخر ہونے والے حضرات کا انتخاب بھی نظام قضاء وقدرت نے اسی وقت فرمالیا تھا جب حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ کے آخری رسول اور خدا کے کلام کے اول مخاطب و مورد ہونے کا فیصلہ فرمایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم آسمانی کتابوں میں جہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور بشارات شریفہ آئی ہیں، وہیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے احوال وصفات اور بعض کا گویا تعارف بھی درج ہے۔ ان بشارتوں کی احوال صحابہ سے مطابقت، بے شمار افراد کے قافلۂ اسلام داخل ہونے کا ذریعہ بنی ہے۔

عظمت صحابہ:

یہی دائمی ابدی حقیقت ہے جس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہایت دلنشیں اسلوب اور خوبصورت الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد خیر قلوب العباد فاصطفاہ لنفسہ وابتعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ یقاتلون علی دینہ فما رآہ المومنون حسناً فھو عند اللّٰہ حسن فما رآہ المؤمنون سیئا فھو عنداللّٰہ سیء. (رواہ احمد فی مسندہ. تحقیق علامہ شیخ احمد محمد شاکر، رقم الحدیث: ۳۶۰۰، ص: ۵۵، ج:۳. (دار الحدیث قاھرہ: ۱۴۱۶ھ) نیز ملاحظہ ہو: **شرح عقیدۃ الطحاویۃ فی العقیدۃ السلفیۃ. تحقیق علامہ احمد محمد شاکر. ص: ۴۱۷ (مکتبہ الریاض الحدیثۃ ریاض، بلاسنہ)**

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تمام دلوں میں اعلیٰ ترین پایا، اس لیے اس کو اپنے لیے منتخب فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کے بعد) باقی مخلوق کے دلوں پر نظر فرمائی تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے دلوں کو تمام مخلوقات میں سب سے بہتر پایا، تو ان کو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشیر اور مددگار بنا دیا، جو اس کے دین کے لیے جدوجہد اور کوشش فرماتے رہے۔

کسی صحابی کی شان میں لب کشائی: اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ سَبَّ اصحابی فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین. (۱)

جس نے میرے کسی صحابی کو کچھ نازیبا کہا، اس پر اللہ کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

---

(۱) رواہ الطبرانی عن ابن عباسؓ، وفیہ عبداللہ بن خراش وھو ضعیف. مجمع الزوائد، للھیثمی ص:۲۱، جلد:۱۰۔ اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی منقول ہے، جس کو بزار نے اپنی مسند میں اور امام طبرانی نے مسند اوسط وکبیر میں نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، صفحہ مذکور۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق اُمّت کا اجماعی مؤقف اور عقیدہ:

اس ارشاد عالی اور دیگر بہت سی احادیث شریفہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا مسلمہ اور اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ:

الصحابة كلهم عدول تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت سچے اور برحق ہیں

اسی پس منظر میں علامہ جلال الدین دوانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ:

ثم في مناقب كل من أبي بكر و عمر و عثمان و علي والحسن والحسين و غيرهم من اكابر الصحابة أحاديث صحيحة و ما وقع بينهم من المنازعات و المحاربات فلها تاويلات، فسبهم والطعن فيهم ان كان مما يخالف الادلة القطعية فكفر.

(شرح العقائد النسفية، ص: ١١٦ (مطبع یوسفی لکھنؤ: بلا سنہ)

پھر اکابر صحابہ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم وغیرہ میں سے ہر ایک کے مناقب کے متعلق صحیح احادیث موجود ہیں اور ان حضرات کے آپس میں جو اختلاف اور مشاجرات ہوئے، تو ان کی مختلف وجوہات اور تاویلات ہیں۔ اس لیے ان حضرات (اور اسی طرح کسی اور صحابی کو بھی) برا بھلا کہنا، جو ادلۂ قطعیہ کے خلاف ہو، کفر ہے۔

یعنی جو شخص بھی اس قدسی صفات، مقدس جماعت یا اس کے کسی بھی فرد اور رکن کے خلاف دل میں یا زبان پر کچھ بات رکھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معتمد وہم مجلس سے بدگمانی کرے اور العیاذ باللہ! اس سے بڑھ کر، ان میں سے کسی پر بھی کوئی الزام لگائے، ان کے خلاف زبان کھولے اور اپنی زبان کو سبّ وشتم سے ناپاک وآلودہ کرے، وہ اُمّت کے اجماعی فیصلہ کے مطابق، بلاشک وشبہ دائرہ اسلام سے خارج اور جماعت مسلمین سے بے تعلق ہے۔

علامہ قرطبی نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں فیصلہ کن غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے کہ:

فمن نسبه او واحدا من الصحابة الى كذب فهو خارج عن الشريعة مبطل للقرآن طاعن على رسول الله صلى الله عليه وسلم ..و متى ألحق واحدا منهم تكذيباً فقد سبَّ لأنه لا عار و لا عيب بعد الكفر بالله أعظم من الكذب وقد لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب أصحابه فالمكذب لأصغرهم (ولا صغير فيهم) داخلٌ في لعنة الله شهد بها رسول الله صلى الله عليه وسلّم.

(الجامع لاحكام القرآن، سورة الفتح، ص: ٢٩٨، ج:١٦ دار الكتب العربي، للطباعة والنشر: قاهره.١٣٨٧ھ)

جس کسی نے حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے خلاف بھی زبان کھولی اور ان پر کذب بیانی کا الزام لگایا، وہ دین وشریعت سے بے تعلق ہے، قرآن مجید کو معاذ اللہ باطل کرنے والا اور رسول اللہ ﷺ پر طعن کرنے والا ہے اور جب اس نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کا دامن بھی کذب سے وابستہ کیا، تو گویا اس نے گالی دی، کیونکہ کفر کے بعد، جھوٹ کے الزام سے بڑھ کر کوئی عیب اور شرم دلانے کی بات نہیں ہے اور بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے، جس کسی صحابی کو نازیبا بات کہے۔ اس لیے ان میں سے چھوٹے سے چھوٹے صحابی (اور درحقیقت ان میں کوئی بھی چھوٹا نہیں ہے) کی طرف کذب اور غلط بیانی منسوب کرنے والا اللہ کی لعنت میں داخل ہے، اس کی حضرت رسول اللہ ﷺ نے گواہی دی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لا تسبوا أصحاب محمد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فلمقام أحدهم ساعة يعني مع النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم خير من عمل أحدكم أربعين سنة.

(رواه ابن بطه، شرح عقيدة الطحاوی. تحقيق: علامه احمد محمد شاكر. ص: ۴۱۷ (مكتبة الرياض الحديثة، رياض بلاسنه)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ ان کی زندگی کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزرا ہوا، ایک ایک لمحہ تمھاری چالیس سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمت نبوی میں ایک ساعت، تمھاری پوری زندگی سے بہتر ہے۔

لا تسبوا أصحاب محمد صلى اللّٰه عليه وسلّم فلمقام أحدهم ساعة خير من عمل أحدكم عمره.

(رواه ابن ابی شيبة فی مصنفه، رقم الحديث: ۳۳۰۸۲، ج:۱۷، ص:۳۰۷. تحقيق شيخ محمد عوامه، (عكس طباعت كراچی: ۱۴۲۸ھ)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمت نبوی میں ایک ساعت، تمھاری پوری زندگی سے بہتر ہے۔

چند گم کردہ راہ افراد: مگر یہ کتنی بدنصیبی، کس قدر، بلکہ آخری درجہ کی بے توفیقی اور محرومی ہے کہ ایسی ایسی واضح ہدایات و احادیث سے واقفیت کے باوجود، کوئی بھی شخص خصوصاً ایسے افراد جو محبت اہل بیت اور خانوادہ حسنین کو اپنا مقصد زندگی کہتے ہوں، جانتے بوجھتے قدسیوں کی اس جماعت، یا اس کے کسی ایک فرد کی نسبت بھی دل میں کچھ بات رکھے، یا خدانخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت کے، کسی بھی حاضر باش اور معتمد کے متعلق نازیبا لب کشائی کرے اور ان پر زبانی طعن کردراز کرے، کیوں کہ خدانہ کرے، اگر ان میں سے کسی کے متعلق بھی کچھ کہا جاتا ہے تو ان کے حوالہ سے دین وشریعت کے جو احکامات معلوم ومدوّن ہیں ان کی کیا حقیقت باقی رہ جائے گی۔ ان حضرات کو مطعون و مجروح کرنا، درحقیقت دین و شریعت کے ان اصولوں اور ہدایات کو مجروح کرنا ہے جو ان کے حوالے سے منقول اور اُمّت کے زیرِ عمل ہیں۔ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی نے ایک مکتوب میں رقم فرمایا ہے:

''قرآن وشریعت را اصحاب تبلیغ نمودہ اند، اگر ایشاں مطعون باشند، طعن در قرآن ودر شریعت لازم می آید، قرآن جمع حضرت عثمان است علیہ الرضوان، اگر عثمان مطعون است، قرآن ہم مطعون است۔''

(مکتوب پنجاہ و چہارم، دفتر اوّل، ج: دوم، ص: ۴۸ مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری (مکتبۃ القدس کوئٹہ)

قرآن وشریعت اصحاب (نبی) نے پہنچایا ہے، اگر وہ قابل اعتراض ہیں تو قرآن مجید اور شریعت میں اعتراض اور شبہ ضروری ہوگا۔ قرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے، اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر شبہ اور اعتراض ہے تو قرآن پر بھی شبہ اور اعتراض ہے۔

اسی بات اور فیصلہ کو جلیل القدر مفسر قرآن، علامہ قرطبی نے (ہارون رشید کی مجلس کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے) عمر بن حبیب کے الفاظ میں بالکل صاف کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اذا کان الصحابة کذابین فالشریعة باطلة والفرائض والاحکام فی الصیام والصلوٰة والطلاق والنکاح والحدود کلها مردودة غیر مقبولة.

اگر خدانہ کرے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نا قابلِ اعتبار ہیں تو شریعت باطل ہے۔ تمام فرائض اور احکامات الٰہیہ، روزہ، نماز، طلاق، نکاح اور حدود وغیرہ سب نا قابلِ اعتبار اور نا قابلِ قبول ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن، ص: ۲۹۹، ج: ۱۲ (دار الکتب العربی، للطباعة والنشر. قاهره ۱۳۷۸ھ)

مگر عبرت کی جا ہے، زوال کہاں تک:

لیکن یہ نہایت سخت فیصلے بھی ایسے گم کردہ راہ لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں ہوئے، وہ ان سب تعلیمات و ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم پر اعتراضات کرتے ہیں اور اس میں یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی صراحت کے مطابق:

''لعن عمر را ترجیح دہند، بر ذکر الٰہی و تلاوت قرآن مجید''

(تحفہ اثناعشریہ فارسی، ص: ۵۶۲۔ (مطبع ثمر ہند لکھنؤ: ۱۲۹۵)

حضرت عمر کو برا بھلا کہنے کو (اس درجہ ضروری اور اہم سمجھتے ہیں کہ) اس کو ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید پر ترجیح دیتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ اس سے بھی تجاوز اور جسارت کرتے ہیں کہ:

''لعن کبراء صحابہ و ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را، عبادت عظمیٰ دانند''

بڑے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر طعن کرنا اہم ترین عبادت سمجھتے ہیں۔

(تحفہ اثناعشریہ فارسی، ص: ۵۶۲۔ (مطبع ثمر ہند لکھنؤ: ۱۲۹۵ھ)

اور حضرت شاہ صاحب کے یہ ارشادات ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ان کی تردید ممکن ہی نہیں، گزشتہ دور میں ہی نہیں بلکہ حال میں بھی بعض شیعہ اہلِ قلم نے اپنے نظریہ کی تائید میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ان سب باتوں کی بلا تامل تصدیق و توثیق ہو رہی ہے۔

(یہاں مجھے ایک کتاب کا نام اور حوالہ لکھتے ہوئے قلبی اذیت ہو رہی ہے، مگر اس کے بغیر یہ بات مکمل نہیں ہو گی۔ گزشتہ دنوں ایک نہایت دل آزار، اور ناپاک کتاب ''توضیح الغراء'' تالیف: عباس ارشاد نقوی۔ جو حسینی اکاڈمی، لکھنؤ سے چھپی تھی، ۲۰۰۵ء کا ایڈیشن سامنے ہے، اس کتاب میں ان تمام باتوں کی شیعوں کے معتبر حوالوں سے تذکرہ کیا گیا ہے، جن کا علمائے اہل سنت تذکرہ فرماتے ہیں اور اہلِ تشیع اس کا انکار کرتے رہتے ہیں، فیا لاسف!)

(جاری ہے)